# قرآن حکیم اور سائنس

ڈاکٹر مظہر محمود قریشی
پاکستان ایسوسی ایشن برائے سائنسی تاریخ و فلسفہ ،
پاکستان اکیڈمی آف سائنس، جی۔۵، اسلام آباد



## (۱) تمہید :

انسان کو علمِ کائنات کچھ تو مشاہدات اور غور و فکر سے ہوتا ہے اور کچھ اللہ تعالےٰ سے بواسطہ انبیاءؑ ملتا ہے۔ انسان نے جب اپنے گردونواح میں دیکھنا اور اس پر سوچنا شروع کیا تو چند سوالات فوراً ہی سامنے آئے مثلاً میں کہاں سے آیا، بالآخر کہاں جاؤنگا، یہ کائنات کیا ہے، کیسے بنی، کس نے بنائی اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ چنانچہ ہر مذہب میں ان سوالات کے بارہ میں مختلف جوابات دئے گئے ہیں۔ البتہ جو ادیان کتابی کہلاتے ہیں یعنی جن کا تعلق کتب سماویہ سے ہے، ان کے اندر ان سوالات کے جواب ایک خاص ترتیب سے دیئے گئے ہیں جو بہت حد تک مدلل اور معقول بھی ہے۔ یہ بتایا گیا کہ انسان کی نسل آدمؑ سے شروع ہوئی اور یہ کہ آدمؑ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے بنا کر جب روح پھونکی تو ملائکہ سے سجدہ کروا کر گویا ان کی (اور ان کی ذریت کی) فرشتوں پر برتری ظاہر فرمادی (البقرة آیہ ۳۰ تا ۳۴)۔ اس برتری کی وجوہ بھی قرآن حکیم اور حضورؐ کے فرمودات سے معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ آدمؑ کو اللہ تعالےٰ نے مختلف اشیاء کا علم عطا فرمایا جو کہ فرشتوں کے پاس نہ تھا، اور دوسرے یہ کہ بنی آدمؑ کی بندگی اور عبادت گذاری کی اللہ تعالےٰ زیادہ قدردانی اس لئے کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی چیزوں میں ہر وقت گھرے ہونے کے باوجود اپنے رب اور پروردگار کی طرف رجوع کرتا ہے (جیسے کہ حدیث نبویؐ (۱) سے بار بار ظاہر ہوتا ہے) جبکہ فرشتے تو محض عبادت ہی پر مامور ہیں یعنی ان میں نافرمانی کا مادہ ہی نہیں۔ نیز آدمؑ کو زمین پر اتارتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ میں ہدایت بھیجتا رہونگا پس جو اس پر چلے گا وہ کامیاب ہوگا۔

(البقرۃ آیہ ۳۸ اور طٰہٰ آیہ ۱۲۲۔۱۲۳)

نیز اللہ تعالےٰ نے دنیا اور کائنات کی تمام اشیاء کو انسان یعنی بنی آدم کی خدمت میں لگادیا ہے (وسخر لکم..... کا تکرار قرآن حکیم میں)۔ انسان ان کے استعمال میں ایک حد تک آزاد ہے' لیکن بالآخر جواب دینا ہوگا کہ کہاں استعمال کیا اور کیسے استعمال کیا' جس کی وضاحت احادیث نبویؐ میں بکثرت آئی ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ قرآن حکیم میں اس استعمال کے صحیح یا غلط طریقوں پر کئے جانے کے نتائج گذشتہ اقوام کے واقعات کے ذریعہ سمجھائے گئے ہیں۔ مثلاً قوم عاد اور ثمود اور قوم شعیبؑ کے واقعات کے غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قومیں محض اپنی طاقت یا ہنر مندی یا تجارت پر گھمنڈ کرتی ہیں اور اللہ تعالےٰ کے حکموں کی بجاآوری سے اس دنیا میں گریز کرتی ہیں تو اللہ تعالےٰ کس طرح ان کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ دوسری طرف قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کی پکار انفرادی اور اجتماعی کردار کی اصلاح کے لئے ہے' جس کو ایمانیات پر مبنی رکھ کر نماز پنجگانہ کے ذریعہ سے عمل میں لایا گیا ہے۔ اسلام کا مفہوم ہی اللہ کی عبادت یعنی تابعداری یا بندگی بتایا ہے۔ اس تابعداری میں علم کا نہایت اہم کردار ہے۔

اسلامی زندگی کے مختلف اعمال کا باہمی تعلق شکل نمبر(۱) کے خاکہ میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے (۲)۔ دراصل یہی بنیاد ہے اسلامی زندگی کی کہ ہر عمل میں آدمی یہ دیکھے کہ حضورؐ نے اس عمل کو کیسے کیا اور کیسے کرنے کو کہا ہے۔ ہمارے اعمال اور ہماری سوچیں حضورؐ کے بتائے ہوئے طریقوں پر آجائیں یہی کامیابی کا راز ہے' اور اس کی وضاحت اور تفصیل احادیث سے اور پھر صحابہ کرامؓ کے اعمال سے ملتی ہے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قرآن حکیم پر صحیح عمل کرنے کے لئے نبیؐ کی سیرت کا علم ضروری ہے۔



## (۲) علم کی نوعیت :

آیئے اب ذرا علم کی نوعیت کو دیکھیں۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے' دوسری طرف انسان ہے جو کہ کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اسے مختلف ذرائع سے سکھایا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے انسان کو علم عطاء کیا۔ بہر حال جتنا علم بھی انسان کو عطاء ہوا ہے وہ کل علم کا بہت ہی تھوڑا سا حصہ ہے۔ البتہ قرآن اور حدیث (۱) میں علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اشیاء کی اصل حقیقت' ہر علم کا حقیقی محرک اور قدرتی مناظر کی اصل وجہ تو (دراصل) اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ غیب کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ جیسا کہ سورۃ نمل (آیۃ ۶۵) میں فرمایا: "قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ"

غیب پر یقین تو اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور اللہ تعالےٰ اس علم میں سے جتنا کسی کو چاہیں عطاء فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ انبیاء کے ذریعے غیب کے علم میں سے کچھ حصہ عام انسانوں تک پہنچاتے ہیں۔ چونکہ انسان کو از خود یہ علم حاصل نہیں ہو سکتا' اس لئے لامحالہ اس کو یہ خاص علم اللہ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوںؑ پر ایمان لانے ہی سے مل سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا اور کائنات کے قدرتی مظاہر کو دیکھ کر اور سمجھ کر بھی اسے بہت کچھ معلومات

حاصل ہوتی ہیں اور ان دونوں قسم کی خبروں اور معلومات کا ہم آہنگ ہونا یا کرنا ایک مستقل اور اہم مسئلہ ہے۔ آیئے اب ہم علم کے مختلف ذرائع اور ان کے مطابق مختلف قسموں کا تفصیلی جائزہ (۳) لیتے ہیں :

**الف۔ منطقی علم :**

اس علم کا انحصار یا تو بنیادی مفروضات کی صداقت پر ہے جیسا کہ ''استخراج'' (DEDUCTION) میں ہوتا ہے یا پھر امکان (INDUCTION) پر ہوگا جیسا کہ ''استقرار'' میں۔ اس علم کو ہم ''علم الیقین'' کہہ سکتے ہیں یعنی یقینی علم پر مبنی۔

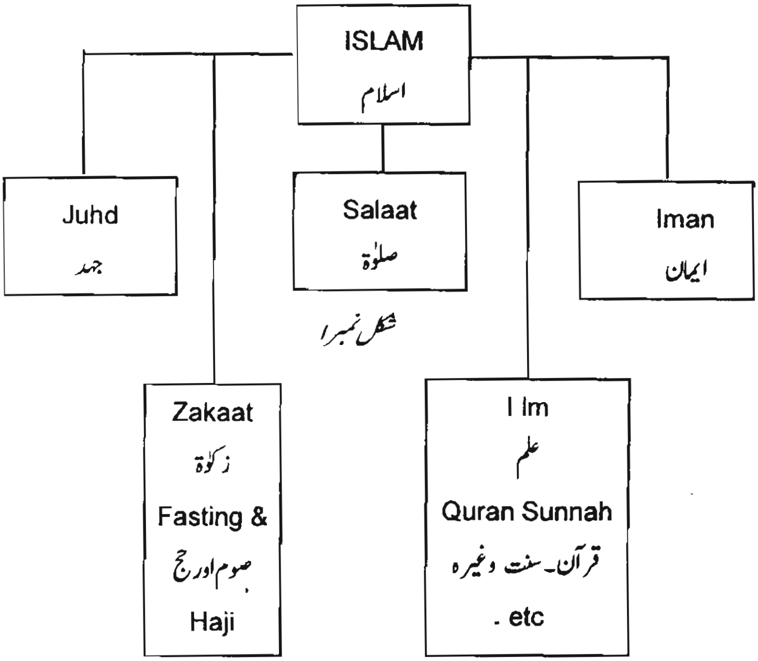


شکل نمبر ا

**ب۔ علم المشاھدہ :**

جو کہ مختلف اشیاء کے دیکھنے یا کسی اور حس کے ذریعہ سے محسوس کرنے پر مبنی ہو۔ یہ گویا تجرباتی علم ہوا اور اس کو ہم ''عین الیقین'' کہتے ہیں، یعنی آنکھوں دیکھا۔ سائنسی علم ان دو قسموں پر مشتمل ہوتا ہے، اور یہ قدرت کے مناظر کے مطالعہ، پیمائش وغیرہ پر مبنی ہوتا ہے۔ قدرت کے مناظر دراصل اللہ کی نشانیاں ہیں اور اسی لئے قرآن حکیم میں ان کے مطالعہ کو اور ان پر غور و فکر کرنے کے لئے ایمان والوں کو بار بار ترغیب دی گئی ہے۔

**ج۔ حق الیقین :**

علم کی تیسری قسم ''حق الیقین'' ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی نشانیاں اور اپنے موجود ہونے کا پتہ نہ صرف بیرونی دنیا کے مشاہدے سے بتاتے ہیں، بلکہ دل و دماغ کے اندر کے تجربات سے بھی بتاتے ہیں۔ یہ خدائی رہنمائی انسان کو کئی طرح

سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً جبلتہ (INSTINCT)، وجدان (INTUITION)، الہام (INSPIRATION) اور وحی (REVELATION)، جن میں چوتھی قسم یعنی "وحی" صرف انبیاءؑ سے متعلق ہے اور مکمل ترین شکل ہے۔

**(۳) اسلام کا نظریہ سائنس کے بارے میں :**

انسان کو اتنی سمجھ ضرور عطاء کی گئی ہے کہ وہ چیزوں کو پہچان کر ان کے نام رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اس کو اتنا علم مل گیا ہے جتنا فرشتوں کے پاس بھی نہیں، نیز قرآن کا فرمان ہے کہ وہ انسان جن کو حکمت سے نوازا گیا ہے بلاشبہ انہیں بے انتہاء خیر (اور نیکی) سے نوازا گیا ہے۔ حکمت سے مراد حقائق، اکملیت اور اقدار کا علم ہے۔ سمجھ بوجھ انسان کو معتبر بناتی ہے، دانش سے کام نہ لینا انسان کو جانور سے پست بنا دیتا ہے۔ حقیقت اور مغالطے کے درمیان تفریق کرنا ہی ایک دانش مند کی منزل مقصود ہے۔

# جدول نمبر ۱

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ (الناطر آیت۔ ۲۸)

طلب العلم فریضة علی کل مسلم (الحدیث)

وَ لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ (بنی اسرائیل آیت۔ ۳۶)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَهَالَۃٍ (الحجرات آیت۔ ۶)

الحکمة ضالة المومن فحیث و جدها فهو احق بها (الحدیث)

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا (آل عمران آیت۔ ۱۹۱)

اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ (الرحمٰن آیت۔ ۲۸)

ان العلماء هم ورثه الانبیاء (الحدیث)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا (آل عمران آیت۔ ۱۰۲، ۱۰۳)

لیبلغ العلم الشاهد الغائب (الحدیث)

وَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡهُ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ (الجاثیہ آیت۔ ۱۳)

سائنسی علوم قدرتی مناظر کے مشاہدات سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ گویا خدا کی نشانیاں (آیات) مسلمہ حقیقت

کی نشانی یا سچائی کا عکس سمجھی جاسکتی ہیں۔ نیز قدرتی قوانین اللہ تعالےٰ ہی کے مرتب کردہ طریقے ہیں' جو کہ تبدیل نہیں ہوتے " الاماشاء الله" جیسا کہ قرآن میں باربار آیا ہے "ولن تجدلسنة الله تبديلا" وغیرہ۔ اسلام کے ظہور سے پہلے لوگوں کو اوہام پرستی نے قدرت کے مناظر کا صحیح جائزہ لینے سے اور ان کو سمجھنے سے روک رکھا تھا' جس کے نتیجے میں لوگ یا تو اوہام پرستی میں لگ جاتے' یا پھر راہب اور جوگی بننے کی کوشش کرتے۔ ان دونوں رخوں کی اسلام نے نفی کی۔

(۴) انسانی زندگی میں سائنس کی آمیزش :

اسلام نے ایک طرف تو راہبانیت کا انکار کیا اور دوسری طرف مادی دنیا اور کائنات کے مظاہر کے مشاہدہ اور تحقیق کو اچھی نگاہ سے دیکھا۔ اس بارے میں چند آیات اور احادیث (ا) نبویؐ جدول نمبر (ا) میں مندرج ہیں (جن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ علم اور تحقیق پر کتنا زور دیا گیا ہے)۔ نیز قرآن حکیم میں باربار دیکھنے' سوچنے اور غور و فکر کرنے کو کہا ہے جن کی تعداد ساڑھے پانچ سو سے زائد ہے جبکہ نماز کی تاکید تقریباً سات سو مرتبہ آئی ہے۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ ہمیں یہ دعاء مانگنے کی ترغیب دی گئی "ربنا اتنا في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقناعذاب النار" گویا دنیا اور آخرت کی محنت کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا' البتہ اس دعاء میں آخرۃ کا دوبار ذکر آیا اور دنیا کا صرف ایک بار یعنی دنیا کی محنت کو آخرت کے تحت کرو۔ نیز اس میں ایک اشارہ یہ بھی ملتا ہے کہ انسانی مسائل اور شاید قدرتی مناظر کی بھی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے بھی قرآن و حدیث پر اعتماد زیادہ ہو تو نتیجہ صحیح تر ہوگا۔ یہاں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قدرتی مناظر اور مشاہدات کی جانچ اور پیائش میں کچھ غلطی (EXPERIMENTAL ERROR) کا امکان بھی ہوتا ہے' جو کہ حیاتیات اور معاشرتی علوم میں اکثر اوقات بڑی اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ اور یہی اللہ کی بالادستی کا پرتو ہے' جس کو مسلمان اپنے حق میں لے سکتا ہے۔ آیئے اب ذرا سائنس اور اسلام کے معاملہ میں تین مختلف افکار کا جائزہ لیں۔ (دیکھئے شکل نمبر ۲)

اس شکل کے اندر الف' ب اور ج تین مختلف طرح کا تعلق دکھایا گیا ہے' یعنی :

الف : روحانی اور دنیاوی بالکل الگ ہیں' گویا ان کے درمیان کوئی تعلق ہی نہیں۔

ب : دنیاوی (یا سائنسی) مکمل طور پر روحانی کے اندر سمایا ہوا ہے۔

ج : روحانی اور دنیاوی میں کچھ حصہ مشترک ہے' اور ہم انسانوں کا معاملہ اس میں واقعہ ہے۔

تھوڑے سے توقف کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی تعلیمات تیسری شکل کو ترجیح دیتی ہیں' اور در حقیقت یہی سب سے زیادہ عمومی بات بھی ہے کہ پہلا (الف) اور دوسرا (ب) مفروضہ دونوں اس کی انتہائی شکلیں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ اب ہم اس بنیاد پر چند قدرتی مناظر کا جائزہ لیتے ہیں جن کا تذکرہ قرآن و حدیث میں آیا ہے۔

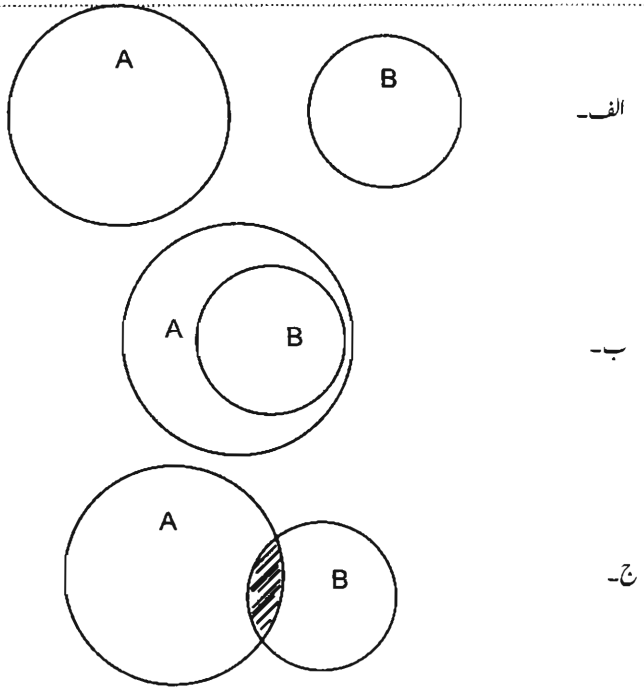


مختلف نظاموں "A" اور "B" کے درمیان تعلق کی شکلیں

شکل نمبر ۲

## انسان کی روحانی اور مادی دنیا

A= روحانی نظام

B= مادی نظام

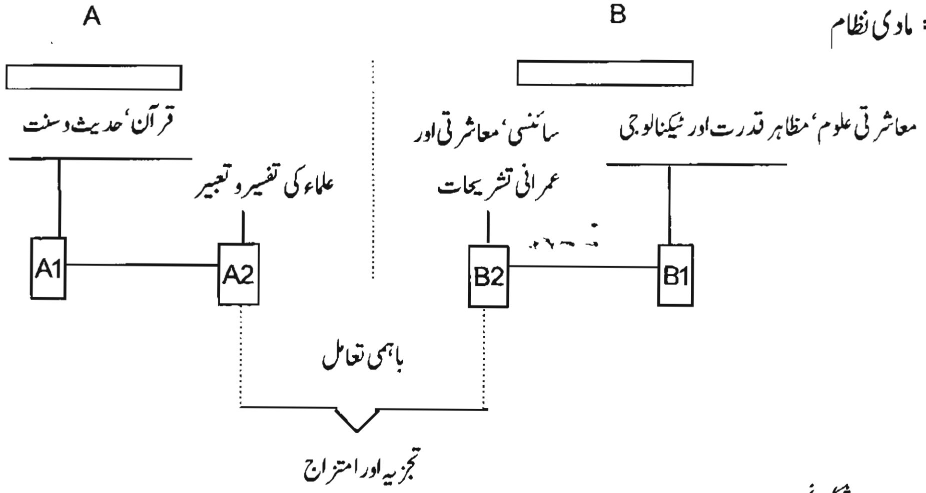


شکل نمبر ۳

(۵) اب مندرجہ بالا تعلق کو کچھ تفصیل سے دیکھتے ہیں :

اوّل تو ایک عمومی شکل سامنے آتی ہے (۴) جس میں روحانی اور مادی علوم کا آپس کا تعلق دکھانے کی کوشش کی گئی ہے (شکل نمبر ۳)۔ ان علوم اور مناظر میں تو تفاوت نہیں ہونا چاہیے کیونکہ قرآن بھی اسی اللہ نے نازل فرمایا جس نے زمین و آسمان بنائے اور جس نے نبی کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا۔ البتہ علماء اور سائنسدانوں کی توجیہات اور ان کے مفروضات میں تفاوت اور اختلاف ہو سکتا ہے۔ یہاں دو طرز فکر نظر آتے ہیں: ایک تقلید کا اور دوسرا آزاد اجتہاد کا جس کی علامہ اقبالؒ نے ترغیب دی ہے اور جس کی نوعیت پر علماء کے درمیان کافی بحث مباحثہ رہا ہے۔ نیز تیسرا طرز فکر (شکل نمبر ۲) ایک طرح دونوں کے بین بین ہے یعنی قدرتی مشاہدات کا اور قرآنی آیات و احادیث کا تفصیلی جائزہ لیکر ان کے درمیان صحیح مطابقت کی طرف بڑھا جائے۔ اس سلسلہ میں اب چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

الف : سورۃ یٰس کی آیۃ (۸) :"الذی جعل لکم من الشجر الاخضرنا را فاذا انتم منه توقدون"۔ الشجر الاخضر کی تفاسیر میں لکڑیوں کو آپس میں رگڑ کر آگ پیدا کرنا اور درختوں سے ایندھن کے لئے لکڑیاں لینا بتایا جاتا ہے۔ جدید سائنسی معلومات کی بناء پر اس میں کوئلہ، پٹرول اور گیس بھی شامل ہیں، جو کہ سب سبز پتوں اور پودوں ہی سے مختلف قدرتی عوامل کے ذریعہ بنی ہیں۔ نیز (BIOMASS) اور (BIOGAS) بھی اسی میں شامل ہیں۔ تو گویا اس معاملہ میں جدید سائنسی معلومات کے ذریعہ اس آیۃ کی تفسیر اور معانی میں زیادہ وسعت اور گہرائی پیدا ہو گئی ہے۔

ب : سبع سمٰوت کا تذکرہ بارہا قرآن حکیم میں آتا ہے اور حدیث میں بھی آیا ہے۔ مثلاً :

۱) اللہ الذی خلق سبع سمٰوت طباقاً (الملک۔ آیت ۳)

۲) خلق اللہ سبع سمٰوت طباقاً (نوح۔ آیت ۱۵)

۳) خلق سبع سمٰوت و من الارض مثلهن (طلاق۔ آیت ۱۲)

یہ خیال رہے کہ طباقاً کا ترجمہ دو طرح کیا گیا ہے، بعض اس سے "تہ بتہ" **(LAYER UPON LAYER)** مراد لیتے ہیں اور بعض مکمل مطابقت **(INFULL HARMONY)** کا معنی لیتے ہیں۔

تاریخی طور پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ قدیم زمانہ سے ۵ سیارے معلوم تھے لہذا اکثر سبع سمٰوت سے یہ سیارے بمع زمین اور سورج کے (یعنی سات اجرام فلکی) سمجھے گئے۔ جوں جوں علم فلکیات میں ترقی ہوتی گئی سیارے اور دریافت ہوئے۔ جب ۷ دریافت ہو چکے تو اطمینان ہوا کہ دونوں طرف یہ سات کا عدد ٹھیک بیٹھ گیا۔

لیکن آگے چلئے تو پتہ چلتا ہے کہ آٹھواں اور نواں سیارہ بھی دریافت ہوا اور انکی گردش وغیرہ کی بخوبی پیائش بھی ہو گئی۔ تو اب ظاہر ہوا کہ سبع سمٰوت سے مراد سیارے نہیں ہو سکتے۔ اس موقعہ پر حدیث نبوی کی تلاش سے مدد ملتی ہے۔

حضورؐ کی ایک حدیث ہے جو کہ میں نے ۱۹۷۰ میں ایک سائنسی مقالہ (۵) میں اور بعد ازاں ۱۹۸۹ میں

Islamic Stadies میں (۶) ایک مقالہ میں بحوالہ مولانا عبدالمالک مدنی اور مولانا عبیداللہ دہلوی نقل کی تھی۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے سماء کی نسبت زمین سے ایسی ہے جیسے کہ حد نظر کی ایک چھلے سے ہے اور اسی طرح دوسرے سماء کی پہلے سماء سے۔۔۔ ساتویں سماء تک اور یہ کہ ان سماوات کی مثال پیاز کے (تہ بہ تہ) چھلکوں کی سی ہے۔ چنانچہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ساتوں ایسے سماء ہیں کہ ان کے بڑھتے ہوئے قطر Geometric Progression ہندسی تواتر میں ہیں۔ اس حدیث سے اس ہندسی تواتر کی نسبت بھی نکالی جا سکتی ہے یعنی بصر (۲ یا ۳ کیلو میٹر) /10 سم = 2000 (بیس ہزار)۔ اس حساب سے جو پہلے چار سماوات کے قطر نکلتے ہیں وہ مندرجہ ذیل جدول نمبر ۲ میں درج ہیں اور ان کے سامنے ان کی نوعیت موجودہ سائنسی معلومات کی بناء پر بھی لکھ دی گئی ہے:

جدول نمبر ۲

| سماء کا نمبر شمار | سائنسی علوم | نوعیت | استدلال از حدیث |
|---|---|---|---|
| 1 | 20,000 کیلو میٹر | کرہ زمین | 20,000 کیلو میٹر |
| 2 | $300x10^6$ کیلو میٹر | نظام شمسی | $400x10^6$ کیلو میٹر |
| 3 | 4 نوری سال | قریبی ستارے | ایک نوری سال |
| 4 | 25,000 نوری سال | ہماری کہکشاں | 20,000 نوری سال |
| 5 | 50 کروڑ نوری سال | آئنسٹائن کی حد کائنات | 40 کروڑ نوری سال |

اس جدول سے نظر آتا ہے کہ پہلے 'دوسرے' تیسرے اور چھوتے سماء کے بارے میں سائنسی پیمائش اور حدیث نبوی سے استدلال کیے ہوئے قطر کے درمیان حیرت انگیز یکسانیت ملتی ہے۔ نیز پانچواں' چھٹا اور ساتواں سماء اس سے بھی آگے فی الحال سائنس دانوں کے علم میں نہیں ہیں۔ اب آیئے قرآن حکیم کی سورہ طلاق کی آیت ۱۲ یعنی من الارض مثلھن کو بھی دیکھیں۔ یہ تو اب فوراً ہی سمجھ آتا ہے کہ جس طرح پہلا' دوسرا' تیسرا سماء بڑھتے ہوئے ہیں' اسی طرح "زمینیں" اسی ۲۰۰۰۰ کی نسبت سے چھوٹی ہوتی جائیں گی۔ چنانچہ اس ترتیب سے چھ "زمینوں" کے قطر مندرجہ ذیل جدول نمبر ۳ میں درج ہیں:

جدول نمبر ۳

| زمین کا نمبر شمار | سائنسی پیمائش | نوعیت | استدلال از حدیث |
|---|---|---|---|
| 1 | 20,000 کیلو میٹر | کرہ زمین | 20,000 کیلو میٹر |
| 2 | کیلو میٹر | حد نظر | 1 کیلو میٹر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 3 | 10 س۔م | روزمرہ کی اشیاء | 10 س۔م |
| 4 | $(1-10)x10^{-4}$ س۔م | روشنی کی موجیں جراثیم وغیرہ | $5x10^{-4}$ س۔م |
| 5 | $1-5x10^{-18}$ س۔م | جوہر (ایٹم) وغیرہ | $2.5x10^{-8}$ س۔م |
| 6 | $1-2x10^{-12}$ س۔م | ایٹمی مرکزہ | $1.2x10^{-12}$ س۔م |
| 7 | ? | کوارک (؟) | $0.6x10^{-16}$ س۔م |

اس جدول پر نظر گردانی کرنے سے یہ مزید پتہ چلتا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث سے یہ طرز استدلال ہمیں کم و بیش ذرات کی تمام معلوم شدہ شکلوں کا پتہ دیتی ہے۔ یہ امر نہ صرف قرآن و حدیث کے محیط ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ ہمارے اس خیال کو بھی تقویت پہنچاتا ہے کہ سائنسی علوم کو قرآن و حدیث سے نہ صرف تعلق ہے بلکہ ان تینوں کے مطالعہ متصالہ سے نئی راہیں نظر آسکتیں ہیں۔

ج : نمازباجماعت کے اجر کا حساب :

اب آیئے ایک اور دلچسپ امر کا اسی پہلو سے جائزہ لیتے ہیں۔ اسلام میں عبادت کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا تعلق اردگرد کے معاشرے سے ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث نے ان دونوں کو اہمیت دی ہے۔ مثلاً جہاں ایک طرف بار بار اللہ کی یاد میں رہنے کو کہا ہے' وہاں دوسری طرف نماز با جماعت قائم کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ بظاہر یہ ایک معمولی سا حکم لگتا ہے لیکن اس میں کئی گہری باتیں چھپی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک پہلو پر اب کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ جماعت کی نماز کے بارے میں رسول اللہؐ کے تین فرمودات قابل غور ہیں :

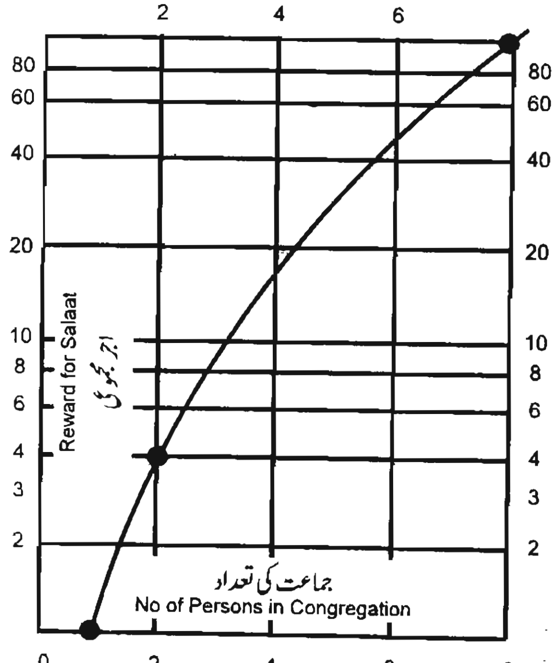

شکل نمبر ۴ (الف)

۱) بڑی جماعت چھوٹی جماعت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اس کا مفہوم واضح ہے)

۲) ۲ آدمیوں کی جماعت کا اجر ۴ کی انفرادی

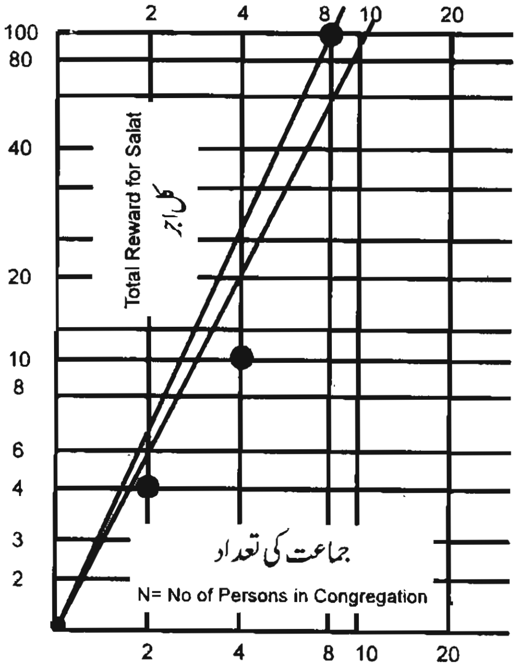


شکل نمبر ۴ (ب)

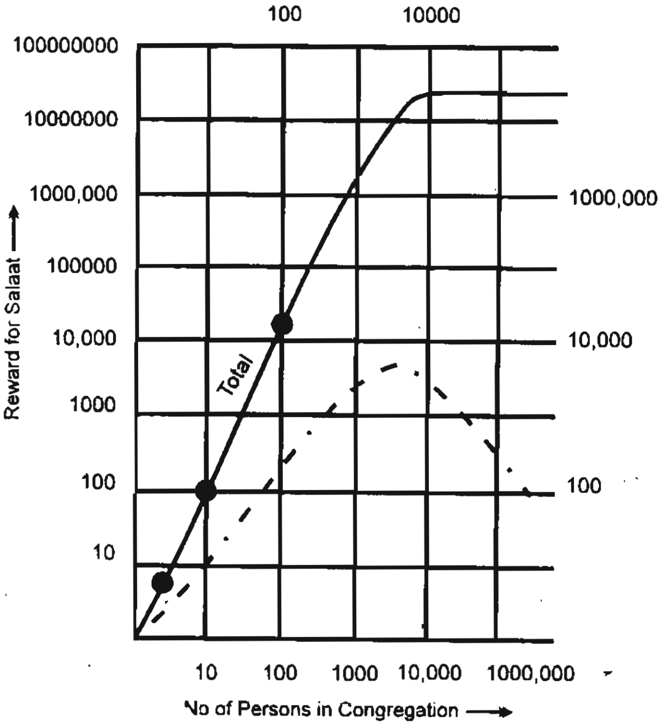


شکل نمبر ۴ (ج)

نماز سے زیادہ ہے، ۴ کا ۸ کی انفرادی نماز سے زیادہ ہے اور ۸ کا ۱۰۰ کی انفرادی نماز سے زیادہ ہے۔ (گویا ایک خاص حسابی نظام ہے)۔

۳) جماعت کی نماز کا اجر ۲۵ درجہ المضاعف ہو جاتا ہے۔ (یعنی ۲x۲x۲۔۔۔۔ ۲۵ مرتبہ) جو کہ کئی لاکھ گنا بن جاتا ہے۔

اب ان کا تفصیلی جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے فرمودے کا ترسیمی جائزہ شکل نمبر ۴ (الف) میں دکھایا گیا ہے۔ جس سے ہمیں اُکے تیزی سے بڑھنے کی رفتار کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ شکل نمبر ۴ (ب) میں اسی اجر کے لوگارتھمی ترسیم میں دکھایا گیا ہے جس سے فوراً ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس اجر کے بڑھنے کی رفتار (NxN) یعنی $N^2$ سے بھی کچھ تیز ہے۔

اب یہاں پر ایک اور دلچسپ بات یہ نکلتی ہے کہ کم و بیش یہی فارمولاً چھوٹے گروہوں کی عملی کارکردگی کے بڑھنے میں بھی پایا جاتا ہے۔ جس کا راقم نے اپنے کئی سائنسی مقالوں میں (۷۔۸) احاطہ کیا ہے۔ گویا یہ حدیث

ہمیں ایک فطرت کے ایسے قانون کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو کہ زندگی کے کئی شعبوں میں کارگر ہے اور جس کا لب لباب یہ ہے کہ **N** افراد کے گروہ کی فی کس کارکردگی **N** کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

اب تیسری حدیث کو ملاحظہ کیجئے تو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ ہمیں جماعت کی نماز کا زیادہ سے زیادہ کُل اجر بتا رہی ہے جیسا کہ شکل نمبر ۴ (الف) میں اوپر والے خط سے دکھایا گیا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے' تو پھر ترسیم بآسانی مکمل کی جاسکتی ہے جیسا کہ شکل نمبر ۴ (ج) میں دکھایا گیا ہے۔ یہ فی نفسہ انتہائی دلچسپ ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً فی کس اجر نمازیوں کی تعداد **(N)** کے ساتھ بڑھتا ہے لیکن ایک خاص تعداد پر پہنچ کر بڑھنے کی بجائے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اولاً تو ہر نمازی سے دوسرے کو زبردست حمایت ہوتی ہے لیکن ایک خاص تعداد کے بعد یہ شکل قائم نہیں رہتی' یہ خاص تعداد دو تین ہزار کے لگ بھگ معلوم ہوتی ہے۔

اب مندرجہ تین شکلوں کی تفاصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے اردگرد قدرت کے مناظر کو صحیح طور پر سمجھنے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے قرآن' حدیث اور سائنس کا ہم آہنگی کے ساتھ بیک وقت مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ فی زمانہ جو تضاد اور بہر ان کی شکلیں نظر آتی ہیں وہ ان تینوں علوم کے ذرائع میں سے ایک یا دو پر اکتفاء کرنے کا نتیجہ ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے کہ **Plane Table Surrvey** یا **Target Location** میں تین مختلف مقامات سے تین لکیریں نقشہ پر لگائی جاتی ہیں' جن کے ملنے کے مقام پر وہ چیز واقع ہے جس کو دیکھا جا رہا ہے۔ (شکل نمبر ۵)۔ چونکہ انسان سے ہر عمل میں کچھ غلطی ہو ہی جاتی ہے اس لیے ان تینوں لکیروں سے ملنے کی جگہ پر ایک چھوٹی سی **(Triangle of Error)** تکون بن جاتی ہے (شکل نمبر ۵) جس کے اندر وہ چیز واقع ہوتی ہے۔ اگر ہم تین رخوں

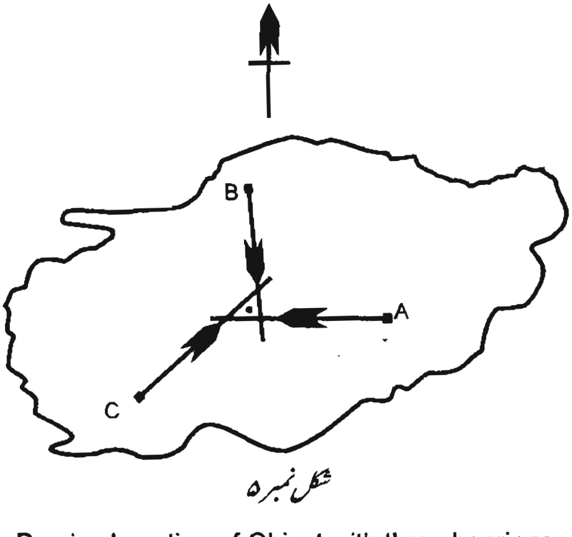


شکل نمبر ۵

Precise Location of Object with three bearings

کسی چیز کو تین سمتوں سے دیکھ کر صحیح نتیجہ

کی بجائے دو ہی رخ سے دیکھیں تو یہ غلطی یا تفاوت کی مقدار بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

## References:


1) The six book of Authentic Ahadith — "Sihah Sittah".

2) M.M.Qurashi "The Islamic concept of Jihad" in Islamic Thought and Scientific Crectivity, 2(NO.1), 1991,PP.57-72.

3) M.R.Siddiqi . "Islamic scientific thought and contributions of Muslims". in Islamic Thought and Scientific Creativity, 2(No.4), 1991,PP.6-11.

4) M.M.Qurashi "Some thoughts on inter-relation between Islam and the Sciences", in MAAS J. Islamic Science, 4(No.2), 1998,PP.155-120.

5) M.M.Qurashi "Discrete orders of magnitude of various types of natural phenomena", in Pak. J. Science, 22(Nos.5-6), 1970, PP.300-302.

6) M.M.Qurashi "Basic Concepts of Physics in the perspective of the Quran", in Islamic Studies, 28(No.1), 1989,PP.55-75.

7) M.M.Qurashi "Dependence of publication-rate on size of research groups part 1", in Proc. Pak. Acad. Sci., 30(No.2), 1993, PP.101-118.

8) M.M.Qurashi "Dependence of publication-rate on size of research groups Part 5, etc, in Proc. Pak. Acad. Sci., 31(No.2), 1994, PP.95-119,etc.



### قرآن سے شغف رکھنے والوں کے لئے اہم اطلاع

کمپیوٹر CD "ھدیٰ" نہایت ارزاں قیمت پر منظر عام پر آگئی ہے۔ جس میں مکمل تلاوت اور عربی متن کے علاوہ اُردو اور انگریزی ترجمہ بھی موجود ہے۔ اسی CD کی مدد سے قرآنی الفاظ و موضوعات کو با آسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ حصول اور مزید معلومات کے لئے رجوع کریں

1) اخوت ٹرسٹ فورتھ فلور 'A.T.S سینٹر' فضل حق روڈ بلیو ایریا۔ اسلام آباد

فون: 201340,815457 فیکس: 201159

2) قرآن فاؤنڈیشن۔ پی۔ او بکس 13738 کراچی